للسکن فی الطاعون

للامام الہمام احمد رضا خان القادری البریلوی قدس سرہ العزیز

مع تعریبہ وتحقیقیہ وبعض تقریرات

للشیخ تاج الشریعۃ العلامۃ المفتی محمد اختر رضا خان القادری الازہری البریلوی

رسالة

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

للامام الھمام **احمد رضا** قدس سرہ العزیز

مع **تعربیه**

وتحقیقه و بعض تقریرات لاستاذ ناالشیخ تاج الشریعة

المفتی **محمد اختر** رضا القادری الازھری

دام ظله علینا

ترتیب

الشیخ مولانا محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

مرکزی دار الافتاء، ۸۲/سوداگران بریلی شریف

باھتمام

نبیرۂ اعلیٰحضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الانتساب

الی

حضرة الشيخ مجدد الاسلام

وابنيه الكريمين

الشيخ حجة الاسلام،الشيخ المفتى الاعظم

وا بن ابنه الكريم

الشيخ مفسر الاعظم

عليهم الرحمة والرضوان

محمد يونس رضا الاويسى الرضوى

مركزى دار الافتاء،٨٢،سوداغران بريلى الشريفة

اپنی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

اما بعد: یہ رسالہ مبارکہ مجدد اعظم شیخ الاسلام امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ہے جس کی تعریب استاذی الکریم فقیہ اسلام تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد **اختر رضا** خاں قادری ازہری مدظلہ نے فرمائی ہے اور آپ نے بعض مقامات پر اپنی تقریرات و تحقیقات بھی بیان فرمائے ہیں۔

مجھے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ کی تبحر علمی کسی سے مخفی نہیں، قارئین اس رسالہ کی تعریب پڑھ کر یہ محسوس کریں گے کہ ہم کسی عرب عالم کی تحریر سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور تاج الشریعہ کے علمی فیضان سے مستفیض فرمائے اور تادیر ان کا سایہ کریم ہم پر قائم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ و علی آلہ و صحبہ اجمعین

انا احقر العباد

محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ

مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف

رسالة

تيسير الماعون للسكن في الطاعون

سئل رضی الله تعالیٰ عنه

(۱) ما حكم الفرار من البلد المخوف خوفا من الطاعون؟

(۲) ان قيل بجواز الفرار فما معنى الحديث المروى فى البخارى عن عبد الرحمٰن بن عوف (الذى نهى فيه عن الفرار من الطاعون)؟

(۳) ان قيل بعدم الجواز فما درجة الفرار عن الطاعون فى المعصية اهو كبيرة ام صغيرة؟

(۴) وما حكم المصر على الكبيرة او الصغيرة؟

(۵) وما حكم الاقتداء برجل يفر او يرغب الناس فى الفرار من الطاعون خوفا من الهلاك؟

(٦) اذا قلتم بالمنع فهل الفار من الطاعون و المرغب فى الفرار خوفا من التوى سواء فى المعصية ام يتفاوت هذا وذاک فى الزيادة و النقصان؟

مسئلہ :- از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۳۵ھ

علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے؟

(۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے؟

(۲) درصورت جواز فرار حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے؟

(۳) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے کبیرہ یا صغیرہ؟

(۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(٦) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ؟

(٧)هناك رجل يدعي ناقل يزعم نواءً للحديث المحرم للفرار من الطاعون ان الفرار من الطاعون جائز و ليس هذا فحسب بل يراه أحسن من غير دليل شرعي اي رجل هو شرعاً؟

(٨)هل يوخذ بقول صحابي أو فعله اذا كان مخالفاللحديث الصحيح وهل يرجح فعل صحابي على حديث قولي؟

(٩)هل يندرج التحول من بلد طعن الى موضع في فناء البلد على مسافة ميل او اقل او ازيد منه بقصد الحفاظ على الصحة و يكون هذا الموضع يعفي باكثر حاجات البلد هل يندرج هذا التحول في حكم الفرار من الطاعون الذي ورد تحريمه والمنع عنه في حديث عبد الرحمن بن عوف المذكور في ج / ٤ باب ما يذكر في الطاعون. ان اندرج

(۷) کسی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلۂ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعاً وہ کیسا ہے؟

(۸) بمقابلۂ حدیث صحیح کے کسی صحابہ کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی؟

(۹) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کر کے اسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا؟ جس کی ممانعت و حرمت حدیث عبد الرحمن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب ما یذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

هذا الخروج في حكم الفرار من
الطاعون فلما ذا مع أنه في البخاري
عن عائشة رضي الله عنها في
ج/٤ .في باب أجر الصابر في
الطاعون ما معناه. ايما رجل فشي في
بلده الطاعون فيمكث في بلده صابراً
فان له أجر شهيد .يستفاد من هذا
الحديث أنه انما نهي في حديث عبد
الرحمن بن عوف عن الفرار من بلد
وقع به الطاعون و ليس فيه ان لا
يتحول في نفس البلد اذ لو منع من
التنقل الى موضع داخل البلد لم يكن
حكم الشهادة منوطاً بالمكث في
البلد بل كان قد نيط بالمكث في
البيت و يستفاد من الاذن باقامة
الجمعة في فناء المصر ان فناء المصر
له حكم المصر فكيف يكون
الخروج الى موضع داخل البلد
مندرجاً في حكم الفرار وقد ثبت
بدليل الاذن باقامة الجمعة في فناء
البلد أن الفناء بلد و لا

کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر
میں صبر و استقلال سے ٹھہرا رہے تو اس کو اجر شہید کا
ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن عوف
کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے
نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر
شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث
عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت
نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فناء میں
نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر
بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار
ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت
ہو چکا ہے اور فحوای حدیث عائشہ سے شہر کے اندر
خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج
میں داخل نہ ہوگا تو کیوں جبکہ مسافر کو موضع
اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فوراً قصر
واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت
ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض
عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر اور
اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا

که شہر کی عمارات سے خروج نہ
کیا جائے پس احد الامرین
کے اختیار کرنے سے دوسرے
کا کیا جواب ہوگا؟ حدیث
عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا؟
صورت اول یا آخر ہر ایک
سوال کا جواب نمبر وار مدلل و
مفصل مع حوالۂ کتب عنایت
فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

يثبت بفحوى حديث عائشة المنع من
التنقل من موضع الى موضع داخل
البلد و ان لم يدخل هذا التحول في
نفس البلد في الخروج فلما ذا مع أنه
يجب عليه القصر كما جاوز ابنية
بلده الذى يقيم به كما تقرر في كتب
الفقه و هذا يفهم منه ان البلد يطلق
على الابنية فقط ليس على الفناء و
على هذا التقدير انما يفيد حديث
عائشة المنع من الخروج عن ابنية
البلد فاذا اخترتم احد الأمرين فما
الجواب عن الثاني و ماهو المفهوم
الصحيح لحديث عائشة اجيبوا اما
عن الصورة الاولى واما عن الاخرى و
عن كل سوال حسب ترتيب الارقام
مفصلة و مؤيدة بالدلائل مع العزو
الى المراجع بينوا توجروا.

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلاء یا خیر ماعون. والصلاۃ والسلام علی من جعلت شہادۃ امتہ فی الطعن والطاعون و علی آلہ و صحبہ الذین ہم لاما ناتہم و عہدہم راعون. فلا یفرون اذا لاقوا وہم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون–وللہ و رسولہ طواعون. الی المعروف وداعون. و عن المنکر مناعون

الفرار من الطاعون کبیرۃ. یقول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الفار من الطاعون کالفار من الزحف رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما والبزار والطبرانی و عبدبن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر و فی الاوسط وابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

الجواب:– بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلایا خیر ماعون. وافضل الصلاۃ والسلام علی من جعلت شہادۃ امتہ فی الطعن والطاعون و علی الہ وصحبہ الذین ہم لا ماناتہم و عہدہم راعون. فلا یفرون اذا لاقوا وہم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون. واللہ و رسولہ طواعون الی المعروف وداعون. وعن المنکر مناعون. طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف. طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب و ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیہما والبزاز والطبرانی و عبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد و ابو یعلی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط و ابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم.

ویقول اللہ عزوجل فی من یولی مدبراً فی الجهاد. فقدباء بغضب من اللہ ومأواہ جهنم وبئس المصیر. قال الامام ابن حجر المکی فی الزواجر عن اقتراف الکبائر. الکبیرة التاسعة والعشرون بعد الثلاثمائة الفرار من الطاعون. وفیه بعد الحدیث المخرج عند الترمذی و ابن حبان و غیرهما قال القصد بهذا التشبیه انما هو زجر الفار والتغلیظ علیه حتی ینزجر ولایتم ذلک الا ان کان کبیرة کالفرار من الزحف. یقول الشیخ المحقق عبد الحق المحدث الدهلوی فی شرح المشکاة الاصل فی الوباء انه لا یجوز القدوم علی موضع فیه الوباء وانه لایجوز الذهاب من موضع حدث فیه الوباء وان ورد الاذن بالفرار من بعض المواضع کیت حدث فیه الزلزال او نشبت فیه نارا والجلوس تحت جدار مائل لغلبة الظن بالهلاک.

اور اللہ عزوجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ ومأواہ جهنم و بئس المصیر. بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔ امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں الکبیرة التاسعة والتسعون بعد الثلثمائة الفرار من الطاعون اسی میں بعد ذکر حدیث مذکور تخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا القصد بهذا التشبیه انما هو زجر الفار و التغلیظ علیه حتی ینزجر و لا یتم ذلک الا ان کان کبیرة کالفرار من الزحف مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ضابطہ در وبا ہمیں ست کہ درانجا کہ ہست نباید رفت وازانجا کہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ در وے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوار کہ خم شدہ نزد غلبہ ظن بہلاک آمدہ است۔

اما الطاعون فلم يرد فيه الا لامر بالصبر ولم يوذن بالفرار وقياس هذا على ذلك. رد و باطل لانه من قبيل الاسباب العادية و هذا من الاسباب الوهمية و على كل حال ان الفرار من بلد الطاعون لا يجوز ولم يرد فى شى (من الادلة) وايما رجل يفر من الطاعون فهو عاصى مرتكب لكبيرة ومردود نسأل الله العافية (هل قال شيخنا الازهرى) يباح الخروج من بلد الطاعون اذا كثر الهلاک بناء على ما سبق من التفرقة بغلبة الظن بالهلاک الجواب لا يباح الخروج بقصد الفرار مطلقاً وان غلب الهلاک كما لا يباح الفرار من الزحف ولذلک ترى الشيخ المحقق اكد المنع بما ختم به كلامه انفا و هو قوله اما الطاعون الخ و كانه منع للقياس البتة واشعار بان النص ورد ههنا بخلاف القياس فلا مجال للقياس فى موضع النص ويعمل بالنص لامحالة والله تعالىٰ اعلم).

اما در باب طاعون جز صبر نیامده مگر گریختن تجویز نیافته وقیاس ایں برآں مردود وفاسد ست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبہر تقدیر گریختن از انجا جائز نیست وہیچ جا وارد نشده وہر کہ بگریزد عاصی ومرتکب کبیره ومردود ست نسأل اللہ العافیۃ۔

فی الطیبی تحت الحدیث المذکور شبه به ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرة وفی شرح الموطأ قال ابن خزیمة انه من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالیٰ علیھا ان لم یعف. والاصرار علی الصغیرة یجعلھا کبیرة والا صرار علی الکبیرة اشد کبیرة علی الکبیرة. یقول رسول اللہ ﷺ فی حدیث لا صغیرة علی الاصرار رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما والمرغب فی الفرار وباله اشد من مرتکب الفرار اذلیس شان المخالفة للاحکام الالھیة (فی ارتکاب الاثم نفسه فی الشدة) شأن النھی عن المعروف والامر بالمنکر علی عکس حکم الشرع یقول اللہ عزوجل. المنفقون والمنفقت بعضھم من بعض یا مرون بالمعروف وینھون عن المنکر الی قوله عزوجل والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر.

شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیر حدیث مذکور ہے شبہ بہ ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ شرح موطا میں ہے قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالیٰ علیھا ان لم یعف. صغیرہ پر اصرار وہ سے کبیرہ کردیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا صغیرۃ علی الاصرار کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما. فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہیں عن المعروف وامر بالمنکر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے المنفقون والمنفقت بعضھم من بعض یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف والی قولہ عزوجل والمؤمنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر.

الاثم يجعل نفسه اسيرة عذاب والمرغب في الاثم نفسه وقع في العذاب ويريد ان يوقع غيره في العذاب. من يتبعه من الناس عليهم وزرهم و على هذا وحده الوزر عددهم. يقول الرسول صلى الله عليه و آله وسلم من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلک من اجورهم شيئاً ومن دعى الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من اتبعه لاينقص ذلک من اثامهم شيئاً. رواه الائمة احمد والستة الا البخاري عن ابي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه واذا كان الفرار من الطاعون كبيرة فالترغيب فيه اشد كبيرة وكلا الرجلين فاسقان والاعلان بالفاسق ايضاً متحقق في الحال غالباً والايتمام بالفاسق اثم والصلاة خلفه تكره تحريماً في الغنية لوقدموا فاسقاً يأثمون وفي ردالمحتار في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً فهو كالمبتدع تكره امامته لكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا.

منافق مرد اور منافقہ عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال ان سب پر اور ان کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من اتبعه لا ينقص ذلک من اجورهم شيئا و من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من اتبعه لا ينقص ذلک من اثامهم شيئا. جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اسکی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمة احمد والستة الاالبخاري عن ابي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اسکی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ اور دونوں فاسق ہیں اور غالباً اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا يأثمون ردالمحتار میں ہے في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا

المستحسن للفرار من الطاعون يفهم لوجاهلا بان الاحاديث الصحاح وردت بتحريمه ولو منكراً للاحاديث على علم فانه اشد ضال. فى شرح الموطا للعلامة الزرقانى تحت حديث عبد الرحمٰن بن عوف رضى الله تعالىٰ عنه .فى الطاعون. فيه دليل قوى على وجوب العمل بخبر الواحد لانه كان بمحضر جمع عظيم من الصحابة فلم يقولوا لعبد الرحمن انت واحد وانما يجب قبول خبر الكافة ما اضل من قال بهذا والله تعالىٰ يقول. ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا وقرى فتثبتوا فلو كان العدل اذا جاء بنبا تثبت فى خبره ولم ينفذ لاستوى مع الفاسق وهذا خلاف القرآن ام نجعل المتقين كالفجار قاله ابن عبدالبر .قول الصحابى فى امر لا مدخل فيه للراى والاجتهاد دليل على قول الرسول ﷺ

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اسکی تحریم میں وارد ہیں اسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے شرح مؤطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ در بارۂ طاعون ہے فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانہ کان لمحضر جمع عظیم من الصحابۃ فلم یقولو لعبد الرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافۃ ما اضل من قال بھذا واللہ تعالیٰ یقول ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا وقری فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنبأ تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وھذا خلاف القرآن ام نجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبد البر. جس امر میں رای واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ ﷺ ہے۔

والا فلو خالف حديثا رواه هذا
الصحابي نفسه وكانت المخالفة
لظاهر النص فقط كتخصيص العام
مثلا او تقييد للمطلق فهذا الاثر من
الصحابي يعتبر تفسيرا لذلك
الحديث المرفوع ويحمل
(المرفوع) على خلاف الظاهر وان
وقعت المخالفة للمفسر فيكون هذا
صريح دليل على نسخ الحديث وانه
قد علم الصحابي بالناسخ وان لم
يكن هذا الصحابي راويا لذلك
المرفوع فلو كان الامر لا يصلح ان
يخفى على ذلك الصحابي
فمخالفته تورث الشبهة في قبول
تلك الرواية المسندة والا فالمرجع
هو الحديث (على قوله) كما يرجع
على قول غير الصحابة مطلقاً مالم يبلغ
حد الاجماع—في مسلم الثبوت—

ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اسکے راوی خود
یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً
عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اس
حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہریگا اور اسے اسی خلاف
ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو
صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی
کو اس کا ناسخ معلوم تھا اور اگر یہ خود اسکے راوی نہیں
تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا
تو ان کی مخالفت اس روایت مرفوعہ کے قبول میں
شبہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ
غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقاً جب تک
حد اجماع تک نہ پہونچے۔ مسلم الثبوت میں ہے

روی الصحابی وحمل ظاهراً علی غیره کتخصیص العام فالحنفیة علی ماحمل لان ترک الظاهر بلا موجب حرام فلا یترکه الا بدلیل قطعا ولو ترک نصاً مفسرا تعین علمه بالناسخ فیجب اتباعه وان عمل بخلاف خبره غیره فان کان صحابیاً فالحنفیة ان کان مما یحتمل الخفاء لایضراولا فیقدح وان کان غیر الصحابی ولو اکثر الامة فالعمل بالخبر اھ مختصرا وفیه–الرازی مناوالبردعی والبزدوی والسرخسی واتباعهم قول الصحابی فیما یمکن فیه الرای یلحق بالسنة لغیره لا لمثله و نفاه الکرخی وجماعة وفیما لا یدرک بالرأی فعند اصحابنا اتفاق فله حکم الرفع اھ ملتقطاً۔

روی الصحابی وحمل ظاهر اعلی غیره کتخصیص العام فالحنفیة علی ماحمل لان ترک الظاهر بلا موجب حرام فلا یترکه الا بدلیل قطعا ولو ترک نصاً مفسرا تعین علمه بالناسخ فیجب اتباعه وان عمل بخلاف خبره غیره فان کان صحابیاً فالحنفیة ان کان ممایحتمل الخفاء لایضراولا فیقدح وان کان غیر الصحابی ولو اکثر الامة فالعمل بالخبر اھ مختصرا ای میں ہے الرازی منا والبردعی والبزدوی والسرخسی واتباعهم قول الصحابی فیما یمکن فیه الرای یلحق بالسنة لغیره لا لمثله و نفاه الکرخی وجماعة وفیما لا یدرک بالراوی فعند اصحابنا اتفاق فله حکم الرفع اھ ملتقطا

هذا كلام مجمل والنظر يختص بالمجتهد وحديث الطاعون انما هو من هذا القبيل فخفاء ه على بعض الصحابة بل على اكثرهم لم يكن مظنة للعجب كما ثبت من حديث الصحيحين ان امير المومنين عمر الفاروق رضی الله تعالیٰ عنه لما اخبر في ميسره الى الشام بالطاعون دعى اولاً المهاجرين العظام ثم الانصار الكرام ثم مشيخة قريش من مهاجرة الفتح واستشارهم كل قال مابداله ولم يكن عند احد خبر عن امر الرسول ﷺ في هذا ولم يكن امير المومنين نفسه يعلم به حتى اخبرهم عبد الرحمن بن عوف وكان قدذهب لبعض شانه بقول النبي ﷺ (قال(اى العلامة الازهرى)ان عندى في هذا علما سمعت رسول الله ﷺ يقول اذا سمعتم بارض فلا تقدموا عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه)وبه اخذ. لذلك ثبت من حديث الصحيحين ان سعد بن ابی وقاص احد

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کیلئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جسکا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابہ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم ﷺ معلوم نہ تھا نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انہوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اسی پر عمل کیا گیا۔ یوہیں صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد

العشرة المبشرة لما لم يكن يعلم
بقوله ﷺ اذا سمعتم بالطاعون فی
ارض فلا تقدموا علیها واذ وقع فی
بلدکم فلا تفروا منه (اھ
بالمعنی) حتی اسمعه حب رسول الله
ﷺ وابن حبه اسامة بن زید رضی
الله تعالیٰ عنه وهو کان طفلا بمرأی
منه بل ثبت من الصحیحن ایضاً ان
سعداً رضی الله تعالی عنه استفاد منه
العلم بهذا بعد ما ساله عنه فقد اخرجا
عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن
ابیه انه سمعه یسال اسامة بن زید ماذا
سمعت من رسول الله ﷺ فی
الطاعون فقال اسامة قال رسول الله
ﷺ الطاعون رجز ارسل علی بنی
اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا
سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع
بارض وانتم بها فلا تخرجوا فراراً منه.

العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری
جگہ طاعون ہوتا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے
یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو معلوم نہ تھا یہاں
تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے کہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ابن المحبوب اور
سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کے بچے ہیں
انہیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت
کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے سوال
کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔ فقد اخرجا عن
عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه انه
سمعه یسأل اسامة بن زید ماذ اسمعت من
رسول الله ﷺ الطاعون رجزارسل
علی نبی اسرائیل علی من کان قبلکم فاذا
اسمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا
وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه

وفي صحيح مسلم بعد ماذكر
حديث اسامة بن زيد وحدثنيه وهب
بن عتبة فذكر بسنده عن ابراهيم بن
سعد بن مالك عن ابيه عن النبي
ﷺ بنحو حديثهم فالخلاف
المروى عن رجل اورجلين من
الصحابة كان قبل الاطلاع على
الحديث مثل عمرو بن العاص الذى
كان يخاف الطاعون جداً اشار على
الناس بان يتفرقوا ورد عليه معاذ بن
جبل رضى الله تعالىٰ عنه وهو اعلم
الناس بالحلال والحرام وامام العلماء
الى يوم القيام ردا شديد وابان له
حديث سيد الورى ﷺ ورده كاتب
الوحى شرحبيل بن حسنة ابلغ رد
وروى انه ﷺ نهى عن الفرار من
الطاعون ورجع عمرو بن العاص
رضى الله تعالىٰ عنه عن رايه فوراو
صدقه. أخرج ابن خزيمة فى صحيحه
عن عبد الرحمٰن بن غنم قال وقع
الطاعون با لشام فقال عمرو بن
العاص رضى الله تعالى عنه ان هذا
الطاعون رجس ففروا منه فى
الاودية والشعاب فبلغ ذلك
شرحبيل بن حسنة رضى الله تعالىٰ
عنه فغضب وقال كذب عمروبن
العاص فقد صحبت رسول الله ﷺ
وعمرو اضل من حمل اهله.

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر
بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالک عن
ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بنحو حدیثھم. تو وہ ایک صحابہ سے جواز کا خلاف
مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن
عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ طاعون سے بہت خوف
کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ
بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اعلم الناس با
لحلال والحرام وامام العلماء یوم القیام ہیں
ان کا رد شدید کیا اور سید عالم ﷺ کی حدیث بیان کی
اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی نے
نہایت شدت سے رد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی
ﷺ کا منع فرمانا روایت کیا عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور انکی تصدیق کی
اخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبد
الرحمان بن غنم قال وقع الطاعون بالشام
فقال عمر و بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه
ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الاودیة
والشعاب فبلغ ذلک شر حبیل بن حسنة
رضی الله تعالی عنه فغضب وقال كذب
عمروبن العاص فقد صحبت رسول الله
ﷺ وعمرو اضل من حمل اهله

ان هذا الطاعون دعوة نبيكم
ورحمة ربكم و وفاة الصالحين
قبلكم الحديث ولفظ ابن عساكر عن
عبد الرحمن ابن غنم قال كان عمر
وبن العاص حين احس بالطاعون
فرق فرقاً شديداً فقال يايها الناس
يتددوا فی هذه الشعاب و تفرقوا فانه
قدنزل بكم امر من الله تعالیٰ لا اراه
الارجزاً او الطوفان-قال شرحبيل بن
حسنة رضی الله تعالیٰ عنه قد صاحبنا
رسول الله ﷺ وان اضل من حمار
اهلک قال عمرو بن العاص رضی
الله تعالیٰ عنه صدقت قال معاذ رضی
الله تعالیٰ عنه لعمر وبن العاص
كذبت ليس بالطوفان ولا
بالرجز ولكنها رحمة ربكم و دعوة
نبيكم وقبض الصالحين قبلكم
الحديث ورواه الامام الطحاوی فی
شرح معانی الآثار من حديث شعبة
عن يزيد بن حمير قال سمعت

ان هذا الطاعون دعوة نبيكم و رحمة
ربكم و وفاة الصالحين قبلكم الحديث و
لفظ ابن عساكر عن عبد الرحمن بن غنم
قال كان عمرو بن العاص رضی الله تعالی
عنه حين احس بالطاعون فرق فرقاً شديداً
فقال يايها الناس تبد دوا فی هذه الشعاب
وتفرقوا با نه قد نزل بكم امر من الله تعالیٰ
لا اراه الارجزا او الطوفان قال شرحبيل بن
حسنة رضی الله تعالیٰ عنه قد صا حبنا
رسول الله ﷺ وانت اضل من حمار
اهلک قال عمرو رضی الله تعالی عنه
صدقت قال معاذ رضی الله تعالیٰ عنه
لعمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه
كذبت ليس بالطوفان ولا بالرجز ولكنها
رحمة ربكم و دعوة نبيكم وقبض
الصالحين قبلكم الحديث وراه الامام
الطحاوی فی شرح معانی الآثار من
حديث.
شعبة عن يزيد بن حمير قال سمعت

شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه یحدث عن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنه فانه رجز فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه فقال قد صحبت رسول الله ﷺ فسمعته یقول انها رحمة ربکم و دعوة نبیکم و موت الصالحین قبلکم فاجتمعوا له ولا تفرقوا علیه فقال عمر وبن العاص رضی الله تعالیٰ عنه صدق. وللحدیث طرق اخری عن شهر بن حوشب قال فیها فقام شرحبیل بن حسنة فقال والله لقد اسلمت وان امیرکم هذا اضل من جمل اهله فانظر واما یقول قال رسول الله ﷺ اذا وقع بارض وانتم بها فلا تهربوا فان الموت فی اعنا قکم وان کان بارض فلا تدخلو ها فانه یحرق القلوب.

بعض الناس ینسبه (الفرار من الطاعون) الی امیر المومنین عمر الفاروق رضی الله تعالیٰ عنه ولکن امیر المومنین (عمر) نفسه یقول الناس یزعمون انی فررت من الطاعون—الٰهی اتبرء الیک من هذه التهمة.

شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه یحدث عن عمر وبن العاص رضی الله تعالی عنه ان الطاعون وقع بالشام فقال عمر وتفرقوا عنه فانه رجز فبلغ ذلک شرحبیل بن حسنه رضی الله تعالیٰ عنه فقال قد صحبت رسول الله ﷺ فسمعته یقول انها رحمة ربکم ودعوة نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا له ولا تفرقوا علیه فقال عمر و رضی الله تعالیٰ عنه صدق وللحدیث طریق اخری عن شهر بن حوشب قال فیها فقام شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالیٰ عنه فقال والله لقد اسلمت وانا امیرکم هذا اضل من جمل اهله فانظروا ما یقول قال رسول الله ﷺ اذا وقع بارض وانتم بها فلا تهربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلا تدخلوها فانه یحرق القلوب. بعض لوگ اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی میں اس تہمت سے تیری براٗت کرتا ہوں۔

روی الامام الاجل الطحاوی عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب اللھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون و انا ابرؤ الیک من ذلک ھذا مختصر.

(وبما قرر(تقریر علی ما سبق لاستاذنا الشیخ وجواب مما یھم خلافا ما سبق.م) سیدنا الامام الجد الشیخ احمد رضا قدس سرہ حصل الجواب کما اثرہ الامام العینی عن ابن جریر من الخلاف عن السلف فی الفرار من الطاعون و نصہ ذکر ابن جریر الخلاف عن السلف فی الفرار منہ و ذکر عن ابی موسی الاشعری انہ کان یبعث بنیہ الی الاعراب من الطاعون و عن الاسود بن ھلال و مسروق انھما کانا یفران منہ و عن عمرو بن العاص انہ قال تفرقوا فی ھذا الرجز فی الشعاب والاودیة ورؤس الجبال فبلغ معاذا فانکرہ وقال بل ھو شھادة.

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں "عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اللھم ان الناس زعمو انی فررت من الطاعون و انا ابرؤ الیک من ذلک ھذا مختصر"

ورحمة و دعوة نبيكم وكان بالكوفة
طاعون فخرج المغيرة منها فلما كان
في حضار بني عوف طعن فمات واما
عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه
فانه رجع من سرغ ولم يقدم عليه
حين قدم الشام وذلک لدفع الاوهام
المشوشة لنفس الانسان ۲ؔ والجواب
انه محمول على الخلاف قبل العلم
بخبر رسول الله ﷺ وانه لم يبق
خلاف بعد العلم بحديث النبي ﷺ
كما هو ظاهر من قصة سيدنا عمر بن
الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه ا
لمأثورة عن الصحيحين وقد
اشار الى القصة الامام العيني
نفسه وان لم يتعرض لاخذ الناس
جميعا بحديث عبد الرحمٰن بن
عوف رضى الله تعالىٰ عنهما ولو
انه تعرض لظهر ماقرره الشيخ
الامام احمد رضا قدس سره من

كون الخلاف قبل الاطلاع على
الحديث وانه زالا الخلاف لما حصل
لهم العلم بحديث الرسول ﷺ في
ذلك وانهم عن آخرهم اخذ
وابالحديث يفهم هذا في غضون
كلام الامام العيني نفسه غير انه اوهم
بصنيعه حيث ذكر قصة عمر
مختصرة في اثناء ذكر الخلاف اوهم
بصنيعه هذا خلافا ما يفهم في غضون
كلامه واذ ثبت بقصة عمر انه اخذ
بحديث عبد الرحمن بن عوف
كسائر الصحابة علم انه فلم يفر من
الطاعون وانما عمل بمقتضى
الحديث كما هو مصرح به في نفس
القصة وفي نفس كلام الامام العيني
اشارة من طرف خفي الى هذا غير انه
كان المقام يقتضي مزيد تنقيح و
تصريح من هنا يتبين لك ما تميز به
سيدنا الجد الامام احمد

رضا قدس سره من حسن التقرير والتنقيح وهذا امر خصه الله سبحانه و تعالى به وميزه عن اقرانه بل و عن كثير ممن سلف ذلک فضل الله يوتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم كما انه لم يتعرض لرجوع سيدنا عمر و بن العاص رضى الله عنه حين رد عليه معاذ قوله و تلقيه لاثر الرسول ﷺ بالقبول مما يدل على انه لم يقر من خالف على الخلاف بل ردوا عليه وانه رجع المخالف عن رأيه واخذ بالحديث المروى عن النبى ﷺ واما ماذكر فى اثناء ذكر الخلاف عن ابى موسى الاشعرى انه كان يبعث بنيه الاعراب فليس من الخلاف فى شئ اذليس ذلک فرارا من البالغين وانما كان بعث بنيه الاعراب لاجل ان يتقوى على الصبر بالاقامة فى البلد لوقدروا ان طعن ولا يشتغل ولا يتحرز ان ضعف عن تعهد البنين وما ماذكر عن هلال و مسروق وغيرهما محمول على عدم العلم بالحديث).

حرم رسول الله ﷺ الفرار من الطاعون وليس فيه تخصيص للبلد ونواحيه (بحكم) وهكذا حديث جابر عند احمد الامام وامام الائمة ابن حزيمة قال رسول الله ﷺ الفار من الطاعون لى كالفار من الزحف والصابر فيه كالصابر فى الزحف. وفى رواية اخرى لهما ان رسول الله ﷺ قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف ومن صبر فيه كان له اجر شهيد وحديث ام المومنين الصديقه فى مسند الامام احمد مثل حديث جابر فى الطرف الاول (اى الفار من الطاعون) وعند ابن مسور (عنها) هكذا قال رسول الله ﷺ الفرار من الطاعون كالفرار من الزحف والرواية عند احمد هكذا قال رسول الله ﷺ الطاعون غدة كغدة البعير والمقيم بها كالشهيد والفار منها كالفار من الزحف.

رسول اللہ ﷺ نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر وبیرون شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام احمد وامام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ کالصابر فی الزحف" طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر واستقلال کرنے والا، انہیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید" طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کئے رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارۂ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الفرار من الطاعون کالفرار من الزحف" طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔ احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بہا کالشہید والفار منہا کالفار من الزحف"

ولفظ الحدیث فی مسند ابی یعلی هکذا قال رسول الله ﷺ . وخزة تصیب امتی من اعدائهم من الجن کغدة البعیر من اقام علیها کان مرابطاً ومن اصیب به کان شهیدا والفار منه کالفار من الزحف وروایة المعجم الاوسط هکذا قال رسول الله ﷺ الطاعون شهادة لامتی ووخز اعدائکم من الجن غدة کغدة البعیر تخرج فی الآباط والمراق - من مات فیه مات شهیداً ومن اقام فیه کان کالمرابط فی سبیل الله ومن فرمنه کان کالفار من الزحف - **اقول**:- اولاً فی جمیع هذه الالفاظ للاحادیث وعید شدید علی الفرار من الطاعون وترغیب اکید فی الصبر بالاقامة فیه ولیس فیها شی من التقیید بالبلد او المحلة او حوالی البلد فمهما یکن من تحول و تحرک للفرار من الطاعون وان کان فی احیاء نفس البلد فانه منسحب تحت حکم هذا الوعید من غیر شبهة.

طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وباءمیں اس کے گلٹی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے مسند ابی یعلی کے الفاظ یوں ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "وخزة تصیب امتی من اعداء هم من الجن کغدة الابل من اقام علیها کان مرابطا ومن اصیب به کان شهیداً والفار منه کا لافار من الزحف " طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہونچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی جو مسلمان اس پر صبر کرکے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہو اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو" معجم اوسط " کی روایت یوں ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الطاعون شهادة لامتی ووخز اعدائکم من الجن غدة کغدة البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیه مات شهیدا ومن اقام فیه کان کالمرابط فی سبیل الله ومن فرمنه کان کالفار من الزحف " طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے والے کے مثل ہو اقول اولاً ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کرکے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کیلئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہ اس وعید وتہدید کے نیچے داخل ہے۔

ثانیاً حدیث عائشة ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا المخرج فی صحیح البخاری ورد فی مسند الامام احمد بسند صحیح علی شرط البخاری ومسلم ورواتہ رجال البخاری فی ج ٦ آخر ص ٣٥١ و اول ص ٣٥٢ ھکذا. حدثنا عبد الصمد حدثنا داؤد حدثنی ابن ابی الفرات حدثنا عبد اللہ بن بریدة عن یحییٰ بن یعمر عن عائشة رضی اللہ عنھا انھا قالت سالت رسول اللہ ﷺ عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ ﷺ انہ کان عذاباً یبعثہ اللہ علی من یشاء فجعلہ رحمة اللمومنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابراً محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید. فی ھذا الحدیث الصحیح تصریح خاص بالمکث فی البیت.

ثانیاً حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی صحیح بخاری شریف مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں بسند صحیح برشرط بخاری و مسلم برجال بخاری جلد ششم آخرہ ص ۱۵۱ و اول ص ۳۵۲ میں یوں ہے حدثنا عبد الصمد ثنا داؤد یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبد اللہ بن بریدة عن یحییٰ بن یعمر عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت سالت رسول اللہ ﷺ عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ ﷺ انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالیٰ علی من یشاء فجعلہ رحمة للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید. یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کیلئے اسے رحمت کردیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کیلئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اس کیلئے شہید کا ثواب ہے اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

ثالثاً تامل قليلا فانه لا اختلاف اصلاً في هذا الحديث وفي حديث البخاري. لفظ صحيح البخاري في كتاب الطب هكذا ليس من عبد يقع الطاعون فيمكث في بلده صابراً وفيه عند ذكر بني اسرائيل ليس من احد يقع الطاعون فيمكث في بيته صابراً محتسبا و معلوم بداهة انه ليس المراد ان يقع الطاعون في موضع مامن الارض فقوله في بلده في حديث البخاري وقوله في بيته في حديث احمد يتعلق كل منهما بكل من يقع ويمكث على سبيل التنازع. قال الامام العيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري قوله في بلده مما تنازع الفعلان فيه اعني قوله يقع قوله ويمكث فكان محصل الروايتين كلتيهما ان من وقع الطاعون ببلده مامور بان لا يفر من بلده ومن وقع في نفس بيته. ينهى عن الفرار من البيت وكان مآل الحاصل ان لا يفر من الطاعون. ان الفرار

ثالثاً ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلا اختلاف نہیں صحیح بخاری کتاب الطب کے الفاظ یہ ہیں لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا ۔ اور ذکر بنی اسرائیل میں لیس من احدیقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقا روئے زمین سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ بر سبیل تنازع یمکث و یقع دونوں سے متعلق ہیں۔ امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ یمکث تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے شہر یا گھر سے بھاگنا

من البلد او البيت ليس ممنوعا
لذاته-لو ان جبارا ظالما دخل البلد
لا لقاء القبض على رجل وفرهذا
الرجل من البلد للخلاص منه فلا
مواخذة ابدا وان فرفي زمن الطاعون
اذ لم يكن هذا فرارا من الطاعون بل
كان فرارا من ظلم الظالم والله بالنية
عليم لهذا قال في حديث عبد
الرحمن بن عوف اذا وقع بارض
وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه ولم
يقل منها وفي حديث اسامة بن زيد
رضى الله تعالىٰ عنهما بالرواية التامة
عند الشيخين مثله وجاء في مسلم
هكذا فلا تخرجوا منها فرارا منه. لا
جرم ان وردفي شرح صحيح مسلم
اتفقوا على جواز الخروج بشغل
وغرض غير الفرار و دليله صريح
الاحاديث وبمثله صرح في الحديقة
الندية واقره واذا كان مطمح النظر
الفرار من الطاعون وليس الفرار من
البلد فالبحث حول فناء الشهر هل
يدخل في هذا الحكم مثل الجمعة
اوهومثل السفر خارج عن الموضوع
فاى تنقل و تحرك لمحض الفرار
من الطاعون مندرج تحت المنهى
ولو كان في نواحي البلد اوفي الفناء
اوفي احياء البلد نفسه.

لذاتہ ممنوع نہیں اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلما
اسکی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے
بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون
ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم
سے اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے ولہذا احدیث
عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ارشاد
ہوا اذا وقع بارض وانتم بہا فلا
تخرجوا فرارا منہ نہ کہ منہا اور حدیث اسامہ
بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت تامہ شیخین میں
اسکے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی فلا
تخرجوا منہا فرارا منہ لاجرم شرح صحیح مسلم
میں ہے واتفقوا علی جواز الخروج
بشغل وغرض غیر الفرار و دلیلہ
صریح الاحادیث اسی طرح حدیقہ ندیہ میں
نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمع نظر فرار
عن الطاعون ہے نہ عن البلد تو یہ بحث کہ
فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے
یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے
کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیر نہی ہے
اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں

رابعاً :- لو تاملت فان هذا الحديث فيمكث فی بلده بنفسه يابی الفرار (من الطاعون) الی بعض احياء البلد-لم يقل فيه فيمكث فی بلده فقط بل قال جليا يمكث فی بلده صابراً محتسباً يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له (معناه) انه يمكث فی بلده متحليا بثلاث خلال (١) الصبر والثبات (٢) التسليم والتفويض والاحتساب وطلب الثواب علی الرضا بالقضا (٣) الاعتقاد حقاً بانه لايصيب بلاء بغير قضاء. الآن اسبر حال من وقع الطاعون فی ناحية من بلده وهو فر خوفاً منه هاجرا لبيته الی ناحية اخری هل يعتبر هذا صابرا ثابتا وراضيا بالقضاء. لو كان هذا بهذه المثابة فلما ذا فر. فاقامته فی البلد ليس للصبر والرضا بل لاجل ان هذه الناحية منيعة حتی الآن. فلووقع الطاعون غداً ههنا تراه فاراً من ههنا ايضاً ثم لو نزل خارج البلد واصاب ذلک الموضع الوباء فانه يهجر المضافات و يتنسم الراحة فی بلدة اخری فانی يصدق عليه صابراً محتسباً.

رابعاً نظر کیجئے تو خود یہی حدیث فیمکث فی بلدہ محلات شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرما رہی ہے اس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا یمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الاما کتب اللہ لہ اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے اول صبر و استقلال دوم تسلیم و تفویض و رضا بالقضا پر طلب ثواب سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی اب اسکے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہو اور وہ اسکے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اسے ثابت قدم و صابر و مستقل و راضی بالقضا کہا جائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا شہر میں اسکا قیام صبر و رضا کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا اگر اسکے بیرون شہر جاکر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو وہ مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لیگا پھر صابراً محتسباً کہاں صادق آیا۔

خامساً: - يمكن ان يعلم بملاحظة ما جعله سيد الورى ﷺ مماثلا للفرار من الطاعون اعنى الفرار من الزحف ان الفرار لا ينحصر فى الذهاب الى بلد آخر مهاجراً لبلده.

لو ان امام المسلمين يجاهد الكفار خارج البلد وجلس بعض الناس فى بيوتهم فراراً من المقاومة افلا يكون هذا فراراً - (يكون هذا فرارا و لا بد بل فضلاً عن القعود فى البيوت لو اختفى هولاء فرارا من المعركة فى جبل او مغارة فى نفس الميدان لامحالة يلحقهم العار من اجل الفرار فى الحال لانهم على كل حال هجروا ميدان القتال وضربوا صفحاً عن لقاء الكفار. ونص القرآن صريح دليل على هذا.

خامساً سید عالم ﷺ نے فرار من الطاعون کو جسکا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار فقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا نص قرآنی اس پر دلیل صریح ہے قال اللہ عزوجل ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعن انما استزلهم الشيطن ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حليم. وقال جل من قائل ولقد عفا عنكم والله ذو فضل على المؤمنين اذ تصعدون ولا تلوون على احد والرسول يدعوكم فى اخريكم فاثابكم غما بغم الاية معالم میں ہے قرأ ابو عبد الرحمن السلمى وقتادة تصعدون بفتح التاء والعين والقرأة المعروفة بضم التاء وكسر العين والاصعاد السير فى الارض والصعود الارتفاع فى الجبال والسطوح وكلتا القرأتين صواب فقد كان يومئذ من المنهزمين مصعد وصاعد اھ باختصار.

سادسا: - من جملة الحكم التی
منع من اجلها الحكيم الكريم الرؤف
الرحيم عليه وعلى آله عليه الصلوة
والتسليم عن الفرار من الطاعون انه
لو فر الاصحاء لضاع المرضى
ولا يبقى من يمرضهم ولا من يتعهدهم
فمن يقوم بتجهيز الموتى وتكفينهم
كما شاع فی الوثنين ببلدنا ونواحيه ان
الاولاد هجروا الاباء والامهات
والاباء والامهات تركوا الاولاد و
اتخذوا سبيلهم و العمال حملوا جيف
اكابرهم على العربات واصلوهم النار
ولو ان الشرع المطهر اذن المسلمين
بالفرار لكان هذا العجز وفقد العون
احدق بالمرضى والموتى منهم
الامر الذی حرم الشرع قطعا قال فی
ارشاد الساری فی صحيح البخاری
(لا تخرجوا فرارا منه

سادساً جن حکمتوں کی بنا پر حکیم
کریم رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم
نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک
حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں
گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا نہ کوئی
تیماردار ہوگا نہ خبرگیراں پھر جو مریں گے انکی
تجہیز وتکفین کون کریگا جس طرح فوراً آجکل
ہمارے شہر اور گردنواح کے ہنود میں مشہور ہو
رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ ماں باپ کو اولاد
نے چھوڑ کر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں
مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر
شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو
معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں
میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی
ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے
(لا تخرجوا فرارا منہ).

فانه فرار من القدر ولئلا يضيع المرضى لعدم من يتعهد هم و الموتى لعدم من يجهز وقال الزرقانى فى شرحه على الموطاء نحوه واقره العينى فى شرحه على الصحيح البخارى بعدما نقله و الظاهر ان علة المنع كماهى فى الفرار الى بلداخر كذلك هى فى النزول بنواحى البلد بل هى كذلك فى السكن فى حى الاصحاء تاركالحى المرضى فالحق ان التحول بنية الفرار حرام مطلقاً و ايضا هذه العلة توجب ان هذا الحكم (اى المنع عن الفرار) ليس فى الطاعون فقط بل نفس الحكم فى كل وباء ولهذا قال الشيخ المحقق فى اشعة اللمعات فى شرح المشكوة الذى ذكر فى الاحاديث وورد النهى عن الفرار عنه واوعد عليه وشبهه بالفرار من الزحف

فانه فرار من القدر ولئلا يضيع المرضى لعدم من يتعهدهم والموتى لعدم من يجهز ۔ اسی طرح زرقانی شرح موطا میں ہے عینی شرح بخاری میں بھی اسے نقل کر کے مقرر رکھا ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یوں ہیں بیرون شہر جا پڑنے بلکہ محلۂ مریضان چھوڑ کر محلۂ صحیحان میں جانے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقا نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرمایا انچہ دراحادیث مذکور شدہ وبرگریختن ازاں وبیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد دراں نہی کردہ ووعید نمودہ وتشبیہ بفرار از زحف

وجعل الصبر عليه شهادة المراد منه الوباء والموت العام والمرض الشامل وليس مخصوصاً بما عينه الاطباء ولهذا ذكر في الاحاديث بلفظ الوباء والموت العام وان ورد بلفظ الطاعون ايضا لكن المراد معنى الوباء واخطأ من حمله على مصطلح الاطباء واباح الفرار في غيره (الطاعون)

فائدة :- روى الامام احمد في المسند وابن سعد في الطبقات عن ابي عسيب رضي الله تعالىٰ عنه بسند صحيح قال رسول الله ﷺ اتاني جبرئيل بالحمى والطاعون فامسكت الحمى بالمدينة وارسلت الطاعون الى الشام فالطاعون شهادة لامتي ورحمة لهم ورجس على الكافرين وكان الصديق رضي الله تعالىٰ عنه.

داده برصبر بران بشهادت حکم کرده مراد وباء وموت عام و مرض عام ست و مخصوص بانچه اطبا تعیین نموده اند نیست و لہذا در احادیث بلفظ وبا و موت عام مذکور شده و اگرچه بلفظ طاعون نیز واقع شده اما مراد معنی وباست و غلط کرده که طاعون را بر مصطلح اطبا حمل کرده و در غیر آں فرار مباح داشته و اگر قضا برہمیں معنی محمول باشد بروے از وبا خواہد بود نه مخصوص بآں و ایں قائل آں احادیث را که در روے لفظ وبا موت عام واقع شده چه خواهد گفت ـ نسال الله العافیه ـ

فائدہ امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابو عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " اتاني جبريل بالحمى والطاعون فامسكت الحمى بالمدينة وارسلت الطاعون الى الشام فالطاعون شهادة لامتي ورحمة له ورجس على الكافرين " میرے پاس جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بخار اور طاعون لیکر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا تو طاعون میری امت کیلئے شہادت و رحمت اور کافروں پر عذاب قسمت ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا۔

يعلم انه امر بالطاعون فارسل الى الشام وقد عزم على غزو الشام فكان يبايع من ينفذه من الجيش الى الشام على كلا الامرين احدهما ان لا يفر من طعن الاعداء و الاخر ان لا يفر من الطاعون روى الامام مسدد شيخ البخارى ومسلم فى مسنده عن ابى السفر قال كان ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه اذا بعث الى الشام بايعهم على الطعن والطاعون من هنا ظهر حقا ان المرغب المسلمين فى الفرار عن الطاعون ليس بنا صح لهم بل يبغيهم خبالا وان منع الاطباء من الصبر عليه و المكث فيه طريق يخالف الخير والصلاح والله سبحانه وتعالىٰ ارسل نبينا ﷺ رحمة للعلمين وجعله بالمومنين خاصة رؤفا رحيما وورد فى الحديث فى ابى بكر.

کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت وعہد و پیمان لیتے ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا امام مسدد استاذ امام بخاری و مسلم اپنی مسند میں ابو السفر سے روایت کرتے ہیں قال کان ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه اذا بعث الى الشام بايعهم على الطعن والطاعون یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اس میں صبر و استقلال سے منع کرنا خیر و صلاح کے خلاف باطل راہ ہے اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں کیلئے رحمت بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا۔

ارحم امتی بامتی ابوبکرفلو ان الفرار من الطاعون کان فیه الخیروفی المکث فیه الشرفلماذ اکان ﷺ حرض المسلمین علی المکث فیه وهوارحم وأرف بهم من اباء هم وامها تهم ولماذا کان منع من الفراربتاکید شدید ولماذا بایع ابو بکر وهوارحمهم بالامة لما ذا بایعهم ان لایفروا منه.

علم من هناان المرغبین للناس بالفرارعن الطاعون هم الذین یبغون الناس الشر ویفهمون الناس بالعکس والعیاذ بالله تعالیٰ

مثل هولاء (المرغبین فی الفرار عن الطاعون) کمثل امراة سفیهة مختبلة غیر مثقفة معوج الفهم ترغب ولدها فی الفرار عن المدرسة حین تشاهد مشقة فی الدرس وشدة من الاستاذ تحسبه بالباطل محبة وهو صریح عداوة-قال الشاعر بالفارسیة. ع

اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ارحم امتی بامتی ابوبکر حدیث میں آیا یعنی جو رافت و رحمت میری امت کے حال پر ابو بکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہ امت ہیں کیوں اس سے نہ بھاگنے کا عہد و پیان لیتے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے۔ ع

دوستی بخیرداں دشمنی است

(الصداقة مع المحرومین من العقل عداوة)الشقی ذلک الولد الذی ینقاد لامه ولا یبالی بتاکید الاب وتهدیده بل هذا الشان اسوء من ذلک المثال. المشقة فی الدراسة فی المدرسة علی الجمیع والشدة من الاستاذ علی الاکثر ولیس ضروریا حیث فشی الطاعون ان یبتلی الجمیع اوالاکثر بل المحفوظون یکون عددهم اکثر باذنه تعالیٰ ولهذا بطل قیاس هذه الحالة علی النار والزلزال ومحض الوسوسة ان یعدالمکث فی الطاعون مندرجاً فی المنهی بقوله تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة لان الهلاک غالب فیهما (النار والزلزال) کما مر فی کلام الشیخ المحقق (عبد الحق قدس سره) وحق الهلاک ان یظن امر المصطفی ﷺ الذی هو عین الرحمة ضاراً یحسب رأی الاطباء والدکاترة بازاء امره ﷺ نافعاً للنفس — ع

دوستی بخیرداں دشمنی ست۔ بدنصیب وہ بچہ کہ اسکے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے۔ بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالیٰ محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ ان میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفی ﷺ کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع

بیں که از که بریدی و باکه پیوستی

انظر عمن تخلیت وبمن
لحقت ولا حول ولا قوة الا بالله
العلی العظیم من اجل هذا جری دآب
السلف الصالح علی الصبر والمکث
فی الطاعون یقول الامام ابو عمر بن
عبد البر لم یبلغنی عن احد من حملة
العلم انه فرمنه الا ماذکر المدینی ان
علی ابن زید بن جدعان هرب منه الی
السبالة فکان یجمع کل جمعة فاذا
رجع صاحوابه فرمن الطاعون فطعن
فمات بالسبالة. و علی بن زید هذا
لم یکن من العلماء
المستندین-ضعفه الائمة سفیان بن
عینیة وحماد بن زید واحمد بن
حنبل ویحیٰ بن معین وابو حاتم وابن
خزیمة والعجلی والدار قطنی
وغیرهم من ائمة الجرح والتعدیل و

بیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی۔ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لہذا اسلاف
صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر
واستقلال سے کام لیتے امام ابو عمر بن عبد البر
فرماتے ہیں لم یبلغنی عن احد من حملة
العلم انه فرمنه الا ماذکر المداینی ان
علی بن زید بن جدعان هرب منه الی
السبالة فکان یجمع کل جمعة ویرجع
فاذا رجع صاحوابه فرمن الطاعون
فطعن فمات بالسبالة یعنی مجھے کسی کی نسبت
یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ
جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان
طاعون میں شہر سے بھاگ کر سبالہ کو چلے گئے
تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ
جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے
بھاگا ہے آخر سبالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو
کر مرے یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علماء سے
نہ تھے امام سفین بن عیینہ و امام حماد بن زید
و امام احمد بن حنبل و امام یحییٰ بن معین و امام
بخاری و امام ابو حاتم و امام ابن خزیمہ و امام عجلی
و امام دار قطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح و تعدیل

على هذا لم يكن سديدا فى مذهبه قال العجلى كان متشيعا بل روى عن الامام يزيد بن زريع انه كان رافضيا ثم هذا الامر منه لم يجر فى حين ثبات العقل وصحة الحواس فقد اختل عقله فى آخر عمره قال الامام شعبة بن الحجاج حدثنا على قبل ان يختلط قال الفسوى اختلط فى كبده‌را ثم كونه يجئ كل جمعة الى البصرة ومرجعه بعد الصلاة دليل واضح على ان السبالة كان موضعا قريباً من البصرة توفى على بن زيد ۱۴۱ھ وكان زمنه زمن التابعين فثبت ان التحول الى مضافات البلد منخرط فى سلك الفرار المحرم الذى من اجله تعرض هذا الرجل لطعن الناس فى البلد كله واشير اليه بكل اصبع كان اهل البلد فى كل جمعة وهم التابعون واتباعهم يصيحون به حين ينقلب يقولون هو فرا من الطاعون. والعياذ بالله تعالیٰ تنبيه نبيه.

نے ان کی تضعیف کی اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا پھر اس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا حدثنا علی قبل ان یختلط فسوی نے کہا اختلط فی کبرہ۔ پھر ہر جمعہ کو نماز کیلئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سبالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تنبیہ نبیہ:۔

كما ان الفرار من الطاعون
حرام كذلک الاقدام عليه بالذهاب
الى بلد فشى فيه الوباء
مؤثم.وردالمنع فى الاحاديث
الصحيحة من كلا الامرين.فى الاول
فرار من القدر وفى الثانى مقاومة
للبلاء و العذر لذلک بابداء التوكل
محض سفاهة التوكل ليس معارضة
للاسباب يقول الامام الاجل ابن دقيق
العيد.الاقدام عليه تعرض للبلاء
ولعله لايصدر عليه وربما كان فيه
ضرب من الدعوى لمقام الصبر فمنع
ذلک لاغترار النفس و دعواها ما
لاتثبت عليه عند التحقيق
(ويؤيد(تقرير للعلامة الشيخ دام ظله
على ماسبق) ما اثره السيد الجد
الامام احمد رضا عن العلامه ابن
دقيق العيد ما ورد فى الصحيح عن
النبى ﷺ لا تمنوا لقاء العدو
وسلوا الله العافية فاذا لقيتم
فاثبتوا) لاشبهة

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور
اس کیلئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے
احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی
پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے
میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس
کیلئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل
معارضۂ اسباب کا نام نہیں امام اجل ابن دقیق
العید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الاقدام علیہ
تعرض للبلاء و لعله لا يصبر عليه و
ربما كان فيه ضرب من الدعوى
لمقام الصبرا والتوكل فمنع ذلک لا
غترار النفس و دعوها مالاثبت عليه
عند التحقيق.

فی المنع عن هذا لقی ماحکم التحول عن
بلد وقع فیه الطاعون اذالم یکن علی قصد
الفرار وما حکم المجیی الی بلد فشی فیه
الطاعون اذا لم یکن القدوم علی وجه المقاومة
للبلاء فالمحقق عند علمائنا ان هذا لیس حراما
لذاته ولکن هنا نظرا للحزم واحد الامر من قبل
حالتان.احداهما ان المرء کامل الایمان قدس
سره فی قلبه بشاشة و نورانیة قوله تعالی لن
یصیبنا الا ماکتب الله لنا لا یعتریه ندم حین
یذهب حیث وقع الطاعون لامر ویطعن ولا
یحیل الیه انه قدم بغیر حق وابتلی ولا یظن
اذا تحول عن بلده لامر انه حصل له امر
حسن اذ نجی من البلاء وجملة القول ان
ذهابه و مجیئه یکون کما کان یکون فی
غیر زمن الطاعون فمثل هذا الرجل

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں
اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اسکے
مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا
دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے
اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے
خود حرام نہیں مگر نظر بہ پیش بینی یہاں
دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان
ہے لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا کی
بشاشت ونورانیت اسکے دل کے اندر سرایت
کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو
جائے اور مبتلا ہو جائے تو اسے یہ پشیمانی
عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلانے لے لیا یا
کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کریگا کہ
خوب ہوا جو اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اس
کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے
کے زمانہ میں ہوتا۔

له الاذن خالصة بان يذهب ويجی لامره ويفعل مايشاء لانه لا نية فی الحال له فاسدة ولا يظن به فساد القصد فی المستقبل ومن لم يكن بهذه المشابة فانه مكروه له (الفرار والتحول) فانه يخشی عليه فساد النية فی الآتی وان لم يكن له نية فاسدة فی الحال حتی يحكم علی صنيعه بالحرمة لذلک يكره صنيعه (بالنظر لما يخشی عليه فی الآتی)

الاحاديث التی ورد فيها المنع عن الخروج عن بلد طعن والمنع عن الذهاب الی بلد كذلک كالمروی عن اسامه اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتد خلوها واذا وقع بارض و انتم بها فلا تخرجوا منها رواه الشيخان او المروی من حديث عبد الرحمن بن عوف فاذا سمعتم به بارض فلا تدخلوها رواه الطبرانی فی الكبير والحديث.

تو اسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بہافلا تخرجوا منھا رواہ الشیخان یا ایک روایت حدیث عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ فاذا سمعتم بہ فی ارض فلا تدخلوھا رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

المروی عن عکرمة بن خالد المخرومی عن ابیه وجده رضی الله تعالیٰ عنه اذا وقع الطاعون بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها وان کنتم بغیرها فلا تقدموا علیها رواه احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع لو حملت علی الاطلاق ولم تقید بنیة الفرار ومقاومة البلاء بناء علی ما حقق الامام ابن الهمام (واذا تقرر (تقریر مهم لشیخنا الاستاذ) ان المطلق لا یحمل علی المقید من غیر ضرورة فلیحمل الوعد بالشهادة علی اطلاقه حیث اطلق ولم یقید بالموت فی الطاعون کما ورد فی حدیث عائشة رضی الله عنها الذی خرجه الامام البخاری فی الصحیح ولا مانع حینئذ ان یشمل الحدیث کل من مکث فی بلده زمن الطاعون.

یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا اوقع الطاعون فی ارض وانتم بہا فلا تخرجوا منہا وان کنتم بغیرہا فلا تقدموا علیہا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی و ابن قانع یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں بناء علی ماحقق الامام ابن الہمام۔

صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما
كتب له وان لم يمت بالطاعون فما وقع
ههنا من الدكتور مصطفى ديب البغا فى
تعليقه من تخصيصه بمن مات بالطاعون
فهو تخصيص من غير حاجة)ان المطلق
لايحمل على المقيد وان اتحد الحكم
والحادثة مالم تدع اليه ضرورة كما فى
الفتح فمحملها صورة الكراهة هذه التى
ذكرت آنفاو اطلق الحكم بناءً على ان
اكثر الناس يكونون من هذا القبيل والا
حكام تبنى على الغالب والاكثر قال فى
درالمختار اذا خرج من بلدة من الطاعون
فان علم ان كل شئ بقدر الله تعالىٰ فلا
باس بان يخرج ويدخل وان كان عنده انه
لوخرج نجى لودخل ابتلى به كره له
ذلک فلا يدخل ولا يخرج صيانة لا
عتقاده وعليه حمل النهى فى الحديث
الشريف.

ان المطلق لا يحمل على المقيد وان
اتحد الحكم والحادثة مالم تدع اليه
ضرورة كما فى الفتح تو ان کا محمل یہی
صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق
اس بنا پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور
احکام کی بنا کثیر و غالب پر ہے درمختار میں ہے
اذا خرج من بلدة بها الطاعون فان علم
ان كل شئ بقدر الله تعالىٰ فلا بأس بان
يخرج ويدخل وان كان عنده انه
لوخرج نجا ولو دخل ابتلى به كره له
ذلک فلا يدخل ولا يخرج صيانة
لاعتقاده وعليه حمل النهى فى
الحديث الشريف.

و نحوه فی مجمع الفتویٰ والظهیریة وتمام تحقیقه فیما علی ردالمحتار والیک ماقاله رضی الله تعالیٰ عنه فی تعلیقه جد الممتار علی ردالمحتار ونصه کما یلی **قوله** واذا خرج من بلدة **اقول** صرح سیدی الشیخ المحقق عبد الحق فی شرح المشکوة ان الفرار من الطاعون کبیرة والفار مردود وبه صرح ابن حجر المکی فی الزواجر واحتجا بقوله ﷺ الفار من الطاعون کالفار من الزحف وبه صرح الطیبی فی شرح المشکوة ونقله الزرقانی فی شرح الموطاعن امام الائمة ابن خزیمة وذکران الجمهور علی التحریم و ذکر فی ارشاد الساری من کتاب الطب ان التحریم هوالارجح عندالشافعیة وغیرهم وذکر الامام النووی فی شرح صحیح مسلم ان النهی علی الاطلاق هوالصحیح نقله العارف الحنفی فی الحدیقة الندیة مقرا علیه بل محتجابه وقد نطق به صحاح الاحادیث اما ماهنا فالکلام فی الخروج من البلدة دون الفرار من الطاعون وبینهما عموم وخصوص من وجه فان من وقع فی بیته الطاعون ففر منه فی اقصی البلدة فقد فرولم یخرج ومن خرج لحاجة عرضت له فقد خرج ولم یفرو الله تعالیٰ اعلم.

مجمع الفتاویٰ اسی طرح فتاویٰ ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقه فی ماعلقناه علی ردالمحتار.